المعروف

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ وسیلہ

مفسّر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، فیضِ ملّت

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

الوسیلة طریقة الصحابة

المعروف

صحابہ کرام
کا
طریقۂ وسیلہ

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

امابعد! فقیراس سال ۱۴۲۱ھ ماہ ربیع الاول کے آخر میں مدینہ طیبہ سے واپس رفقاء سمیت جدہ ائیر پورٹ پہنچا۔ ڈرائیور بدو تھا اس کی گاڑی میں چند رسائل نظر آئے۔ با اجازت ڈرائیور فقیر نے وہ تمام رسائل اُٹھا لئے مختلف موضوع پر وہ کُل تین رسالے تھے ان میں ایک رسالہ ''الوسیله'' عربی میں تھا کل ۵۴۰ صفحات ہونگے قرآن و احادیث اور ابن تیمیہ و ابن کثیر و ابن قیم کے اقوال سے ثابت کیا گیا کہ وسیلہ ہر طرح سے شرک ہے۔ آیات و احادیث وہی جو تینوں اور بت پرستوں کے لئے وارد ہیں اور ابن تیمیہ مع اتباعہ خوارج کی نشانی۔

فقیر نے اس رسالہ میں صرف صحابہ کرام کے متعلق احادیث نمونہ کے طور پر جمع کر کے اس رسالہ کا نام رکھا ہے ''الوسیله طریقة الصحابه'' اہلِ اسلام یقین کریں کہ صحابہ کرام سے لے کر تا حال سوائے ابن تیمیہ مع اتباعہ اور محمد عبدالوہاب نجدی کے وسیلہ کا کوئی منکر نہیں۔ ابن تیمیہ مع اتباعہ اور محمد بن عبدالوہاب بالاتفاق خوارج (خارجی فرقہ) ہیں۔ اب اہل اسلام کے اختیار میں ہے کہ وہ خوارج میں شامل ہوں یا جمہور اہل اسلام کے ساتھ رہیں۔

وَمَاعَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم

امابعد! وسیلہ بنیادی مسئلہ ہے بہت سے مسائل اسی پر موقوف ہیں۔اہل سنت کوانہی مسائل کی بنیاد پر وہابی دیوبندی مشرک گردانتے ہیں۔فقیران کا اور اہل سنت کا مؤقف پیش کرتا ہے۔

عقیدۂ وھابیہ نجدیہ: حضراتِ انبیاء واولیاء کووسیلہ نہ بنائے اور اگر ان کووسیلہ اور سفارشی سمجھے تو وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔

اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے پر اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعایتی (وہ شخص جس کے ساتھ کچھ لحاظ کیا جائے) بھُتیر ا (بہت زیادہ) ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اسلئے رعایتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اوران کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں تا کہ انہیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ وہ بڑا رحیم وکریم ہے وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جواس کو یاد رکھے وہ آپ ہی اس کو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے۔

(تقویۃ الایمان)[1]

یعنی جولوگ پکارتے ہیں ان کواللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کردینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی۔(تقویۃ الایمان)[2]

سوجو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

(تقویۃ الایمان)[3]

عقیدۂ اھل سنت: ترجمہ: حضراتِ انبیاء واولیاء درگاہِ الٰہی میں وسیلہ ہیں اوران کے توسل (ذریعہ) سے دعا جلد قبول ہوتی ہے اوران کی برکاتِ وسیلہ سے مشکلات آسان ہوتی ہیں۔

---

[1] (تقویۃ الایمان،الفصل الثالث فی ذکر ۃ الاشراک فی التصرف،صفحہ ۶۸،مکتبہ خلیل،یُوسف مارکیٹ،غزنی اسٹریٹ،اُردو بازار،لاہور،جنوری ۱۹۹۹)

[2] (تقویۃ الایمان،پہلا باب:توحیدوشرک کا بیان،صفحہ ۲۸،مکتبہ خلیل،یُوسف مارکیٹ،غزنی اسٹریٹ،اُردو بازار،لاہور،جنوری ۱۹۹۹)

[3] (تقویۃ الایمان،پہلا باب:توحیدوشرک کا بیان،صفحہ ۲۹،مکتبہ خلیل،یُوسف مارکیٹ،غزنی اسٹریٹ،اُردو بازار،لاہور،جنوری ۱۹۹۹)

﴿قرآن مجید﴾

(۱)یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ○

(پارہ ٦،سورۂ مائدہ،آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو۔اوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈ واوراس کی راہ میں جہاد کرواس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

(۲)وَ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔(پارہ ا،سورۂ بقرہ،آیت نمبر ۸۹)

ترجمہ:اوراس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

(۳)وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۔(پارہ ۵،سورۂ نساء،آیت ٦۴)

ترجمہ: اوراگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ: ان کے علاوہ بکثرت آیات ہیں تبرکاً انہی تین پر اکتفا(کافی ہونا) کیا گیا ہے تفصیل فقیر کی تصنیف ’’الوسیلہ‘‘ میں پڑھئے۔

﴿احادیث مبارکه﴾

(۱)عن سور ھل تنصرون الا بفعفائکم بدعوتھم و اخلاصھم۔ [۴]

یعنی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تم مدد نہیں کئے جاتے مگر بوسیلہ اپنے کمزوروں کے ان کی دعا واخلاص کی وجہ سے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ صفاء یعنی محبوبانِ خدا کی برکت اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرماتا ہے۔اس کی مزید توضیح آتی ہے۔

(۲)جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا تو آپ ﷺ نے خود صحابۂ کرام کے ساتھ

---

[۴] (صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادۃ،حدیث ۱۴۱،جلد ۱،صفحہ ۵،المکتب الاسلامی)

(جامع الاحادیث،حرف الھا،الحدیث ۲۵۰۵۱،جلد ۲۲،الصفحۃ ۳۵۱)

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء،أبومسعود الموصلی،جلد ۸،صفحہ ۲۹۰،دارالکتاب العربی،بیروت)

(کشف الخفاء،جلد ۲،صفحہ ۳۲۲،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

مل کرقبر تیار کی اپنے مبارک ہاتھوں سے مٹی باہر نکالی اور جب قبر تیار ہوگئی

فَلَمَّا فَرَغَ، دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاضْطَجَعَ فِيهِ، وَقَالَ: اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، اغْفِرْ لِأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا، وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي، فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [۵]

یعنی پس جب قبر بنانے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اس قبر میں لیٹ گئے اور کہا سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئیگی (اے اللہ) میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور قبر میں نکیرین کو جواب دینے کی توفیق عطا فرما اور قبر کشادہ کردے۔ اپنے نبی (محمد ﷺ) اور جو ہم سے پہلے انبیاء کرام ہیں اُن کے وسیلے سے بیشک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

(۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صَلَى اللّٰهُ عَلِيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَایَ هَذَا فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ – أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ" [۶]

یعنی حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے نکلا نماز کی طرف پھر اس نے کہا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ سے سوال کرنے والوں کے وسیلے سے اور نماز کی طرف اپنے چلنے کے وسیلے سے۔ بیشک میں تکبر وغرور اور ریاکاری اور نمائش کے لئے نہیں بلکہ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا چاہتے ہوئے نکلا ہوں پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ کو آگ سے بچا اور میرے گناہ معاف فرما۔ بیشک تو ہی گناہ معاف فرماتا ہے (جو یہ دعا کرے) تو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص اس پر متوجہ ہوتی ہے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہر مشکل کے وقت بارگاہِ رسالت میں وسیلہ پیش کیا۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

---

[۵] (حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، عاصم بن سلیمان الأحول، جلد ۳، صفحہ ۱۲۱، دار الکتاب العربی، بیروت)

[۶] (سننِ ابن ماجہ، کتاب المسجد والجماعات، باب المشی الی الاصلوۃ، حدیث ۷۸۸، جلد ۱، صفحہ ۲۵۶، دار الفکر بیروت)

سیدنا عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا . قَالَ فَيُسْقَوْنَ ۷

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط سالی میں اس طرح دعا کی اے اللہ ہم تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ کیا کرتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا اور ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیراب کردے کہا راوی نے تو وہ سیراب کردیئے گئے۔

فائدہ: اس حدیث شریف کی مزید وضاحت فقیر کے رسالہ ''وسیلہ بالاشخاص'' میں دیکھئے۔

نابینا صحابی: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلاً ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ –صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي . قَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَادْعُهُ. قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِيَ ۸

یعنی حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ ایک کمزور بینائی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مجبوری سے عافیت دے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے۔عرض کیا کہ حضور دعا کردیں راوی نے کہا کہ حضور نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے رحمت والے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔اے نبی میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہوجائے۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں صاف صاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو وسیلہ کا طریقہ خود سکھایا اور بیہقی شریف میں ہے کہ اس وسیلہ کی برکت سے وہ نابینا بینا ہوگیا۔

---

۷ (بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث ۹۶۴، جلد ۱، صفحہ ۳۴۲، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

۸ (ترمذی شریف، حدیث ۳۵۷۸، کتاب الدعوات، باب اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، جلد ۵، صفحہ ۵۶۹، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

وسیلہ آدم علیہ السلام: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ، قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "يَا آدَمُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟" قَالَ: لأَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهُ لأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْلا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" [9]

یعنی حضرت عمرابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام خطا سے مُلَوَّث ہوئے تو انہوں نے عرض کی اے رب میں تجھ سے بوسیلہِ محمد کے سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے پہچانا کہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں کیا ہے۔عرض کیا اے رب جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب مخلوق کا نام ملایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے جب تو نے ان کے توسل سے سوال کیا ہے تو میں نے تیری مغفرت کردی اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔

فائدہ: یہ روایت میں نے اس لئے نقل کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ بابا آدم علیہ السلام کی وسیلہ سے مشکل حل ہوئی۔وسیلہ شرک ہوتا تو بابا آدم علیہ السلام ہرگز یہ عمل نہ کرتے اور حدیث بھی صحیح ہے اس کی تحقیق ''ندائے یارسول اللہ ﷺ'' میں دیکھئے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

---

[9] (شرح الزرقاني علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، جلد۱، صفحہ۱۱۹، ۱۲۰، دارالکتب العلمیۃ)
(دلائل النبوۃ للبیھقی، المقصد الاول، فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلاۃ والسلام، جلد۱، صفحہ۱۱۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)
(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، ذکر الانبیاء علیہم السلام، ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التي هي دلائل النبوۃ، حدیث ۴۲۸۶، جلد۳، صفحہ۵۱۷، دارالمعرفۃ)

یعنی حضرت عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عمر سے ابوطالب کا یہ شعر سنا

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ   ثِمَالَ الْيَتَامَى عِصْمَةً لِلْأَرَامِلِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ – صلى الله عليه وسلم – يَسْتَسْقِى، فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ . [10]

یعنی اورقسم ہے اس گورے چہرہ کی جس کے وسیلے سے بادل سے سیرابی (تروتازگی) طلب کی جاتی ہے یتیموں کا ماویٰ (ٹھکانا) اور خاکساروں (عاجزی کرنے والے) کی پناہ ہے۔عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے حدیث بیان کی کہ بسااوقات (بہت دفعہ) میں شاعر کا یہ ذکر کرتا اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ کی طرف نظر کر کے سیرابی طلب کی جاتی ہے تو بارش ہونے لگتی یہاں تک کہ ہر پرنالہ بہنے لگتا۔

اعرابی صحابی: (عرب کے خانہ بدوش صحابی) عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ – صلى الله عليه وسلم – فَقَالَ هَلَكَتِ الْمَوَاشِى وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ . فَدَعَا، فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ، وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِى فَادْعُ اللَّهَ يُمْسِكْهَا . فَقَامَ – صلى الله عليه وسلم – فَقَالَ « اللَّهُمَّ عَلَى الآكَامِ وَالظِّرَابِ وَالأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ » . فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ [11]

یعنی حضرت انس بن مالک سے مروی انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ جانور ہلاک ہونے لگے اور راستے بند ہو گئے اللہ سے دعا کیجئے تو حضور نے اللہ سے دعا کی تو جمعہ سے جمعہ تک ایک ہفتہ برابر ہم پر بارش ہوئی تو وہی شخص پھر خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکانات گرنے لگے اور راستے بند ہو گئے اور جانور مرنے لگے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دعا کی اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر برسا اور وادیوں اور باغوں میں بارش کر تو وہ ابر (بادل) شہر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

فائدہ: صحابی نے صحابہ کرام کے مجمع میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مشکل کا حل عرض کیا تو آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اس کی اِستِدعا (خواہش) قبول فرما کر مشکل حل کر دی۔ اگر وسیلہ بنانا شرک ہوتا سرکارِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے کب برداشت فرماتے اور

---

[10] (بخاری شریف، کتاب الأ ستقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، حدیث ۹۶۳، جلد ا، صفحہ ۳۴۲، دار ابن کثیر، الیمامۃ - بیروت)

[11] (بخاری شریف، کتاب الأ ستقاء، باب اذا استشفعو الی الامام لیستسقی لھم لم یردھم، حدیث ۹۷۳، جلد ا، صفحہ ۳۴۵، دار ابن اکثیر، المامۃ - بیروت)

اس کی اِستِدعا پرمشکل حل کرنے کے بجائے اسے وسیلہ سے بچنے کی تلقین فرماتے۔آپ کا بَدوِی (عرب کے خانہ بدوش) کی درخواست قبول فرمانا ہمارے مسئلہِ مذکورہ (ذکر کیا گیا) کا حل۔

مزار پر وسیلہ: محمد بن حرب الهلالي، قال: أتيت قبر النبي –صلى الله عليه وسلم– فزرته وجلست بحذائه "بمعجمة ومد بمقابله" فجاء أعرابي فزاره، ثم قال: يا خيرة الرسل, إن الله أنزل عليك كتابًا صادقًا قال فيه: {وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا } (النساء:64) التفت عن استغفرت لهم تنويهًا بشأنه, {لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا} عليهم {رَحِيمًا} بهم, وقد جئتك مستغفرًا من ذنبي, مستشفعًا بك إلى ربي، وأنشأ يقول:

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه ... فطاب من طيبهنَّ القاع والأكم

نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه ... فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ووقف أعرابى على قبره الشريف وقال: اللهم انك أمرت بعتق العبيد وهذا حبيبك وأنا عبدك، فاعتقنى من النار على قبر حبيبك، فهتف به هاتف: يا هذا، تسأل العتق لك وحدك، هلّا سألت العتق لجميع الخلق، اذهب فقد أعتقناك من النار ۱۲

یعنی محمد بن حرب سے مروی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوا اور بیٹھ گیا تو ایک اعرابی بدوی آیا اور اس نے عرض کیا اے بہترین مرسلین اللہ نے تم پر سچی کتاب نازل فرمائی اور اس میں یہ فرمایا اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے سفارش کرے تو اللہ کو ضرور بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے تو میں آپ کے حضور اپنے گناہ سے مغفرت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے سفارش چاہتا ہوں اور اس نے یہ شعر پڑھا۔اے بہتر ان سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں تو ان کی خوشبو سے گورستان (قبرستان) معطر ہو جائے میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ ہیں، اس میں ہی جُودوعَفاف (سخاوت اور پرہیزگاری) اور کرم (عنایت ومہربانی) اے جانِ پاک۔پھر وہ اعرابی قبر شریف کے نزدیک کھڑا رہا اور اس نے کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا بندہ ہوں تو مجھے دوزخ سے آزاد کر اپنے حبیب کے مزار پر تو مجھے ہاتف (غیب کی آواز دینے والا فرشتہ) نے آواز دی اے آزادی مانگنے والے صرف اپنے لئے کیوں مانگ رہا ہے تمام مخلوق کے لئے کیوں نہ مانگا جاؤ ہم نے تم کو دوزخ سے آزاد کیا۔

---

۱۲ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الفصل الثانی: فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجد المنیف، جلد۱۲، صفحہ۱۹۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

وسیلہ عبداللّٰہ بن القرط باھل بیت: حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ اپنا خط ابوعبیدہ بن الجرح کے نام یرموک میں بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔عبداللہ جب مسجد سے باہر آئے تو خیال آیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا اس لئے وہ روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔وہاں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرات علی ابن ابی طالب وحضرت عباس حاضر تھے۔امام حسن حضرت علی کی گود میں امام حسین حضرت عباس کی گود میں تھے۔حضرت عبداللہ نے حضرت علی وحضرت عباس سے عرض کیا کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ہر دو (دونوں) نے روضہ شریف پر ہاتھ اُٹھا کر یوں دعا کی، اللھم انا نتوسل بھذاالنبی المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ الذی توسل به آدم فأجبت دعوته، وغفرت خطیئته الاسھلت علی عبدالله طریقه وطویت له البعید وأیدت أصحاب نبیك بالنصر انك سمیع الدعاء۔ [13]

یعنی یااللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ ورسول مجتبیٰ (کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم کی دعا قبول ہوگئی اور ان کی خطا معاف ہوگئی) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو عبداللہ پر اس کا راستہ آسان کردے اور بعید (دور) کو نزدیک کردے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کردے بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب جایئے اللہ تعالیٰ حضرت عمر وحضرت عباس وحضرت علی وحضرت حسن وحضرت حسین وازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو رد نہ کرے گا حالانکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔ [14]

فوائد: (۱) مزارات پر جا کر حل مشکلات کے لئے جانا صحابہ کی سنت ہے۔(۲) وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے مانگنا (۳) محبوبانِ خدا کے وسیلہ سے مقصد کی کامیابی سے پُر امید ہونا وغیرہ وغیرہ (۴) اہل بیت کا عقیدہ کہ اہل بیت کے وسیلہ جلیلہ سے مشکلیں لازماً حل ہوتی ہیں (۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ازواج مطہرات بھی اہل بیت ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (٦) صحابہ کرام، امہات المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) باہم (آپس میں) شِیر وشکر (گھل مل جانا یعنی ایک ہونا) تھے۔اختلاف اور جھگڑوں کا شوشہ (فتنہ انگیز بات) دینِ سپاہ کی ٹولی نے چھوڑا ہوا ہے۔(۷) خلافت فاروق اس طرح ان سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم برحق ہے یونہی عثمان غنی وسیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

---

[13] (فتوح الشام، ذکر وقعۃ الیرموک، جبلۃ بن الأیھم، جلد۱، صفحہ۱٦۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

[14] (فتوح الشام، ذکر وقعۃ الیرموک، جبلۃ بن الأیھم، جلد۱، صفحہ۱٦۸، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

مزید توضیح: نفس مسئلہ یعنی صحابہ کرام کا طریقہ وسیلہ بطورِ دلیل کا یقین تو ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشکلات کے وقت بارگاہ حق میں اس کے پیاروں کا وسیلہ پیش کرتے لیکن اس روایت کا پس منظر بھی خالی از دلچسپی نہیں۔ فقیر اس کی توضیح (وضاحت) کرتا ہے تاکہ اہل سنت کا دل باغ باغ ہو۔ صرف اور صرف وسیلہ سے کام چلانے کے واقعہ کا پسِ منظر۔

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں مجاہدین نے کافروں کے چھکے چھڑا دیئے جب ملک شام کے اکثر اور قابل ذکر علاقے نصاریٰ کے ہاتھ سے نکل گئے اور مسلمانوں نے وہاں فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ دیئے تو بادشاہ روم ''ہرقل'' کو بڑی تشویش و پریشانی لاحق ہوئی اس نے آخری بار ایک کاری ضرب لگانے کے لئے اپنی پوری قوت مجتمع (جمع) کرنے کا ارادہ کرلیا اور کم وبیش پانچ لاکھ فوج جمع کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان میں ساٹھ ہزار وہ عرب باشندے بھی تھے جنہوں نے اپنا آبائی دین ترک کرکے نصرانیت اختیار کرلی تھی اب نصاریٰ ہی کی طرح مشرک تھے انہوں نے میدانِ یرموک میں پڑاؤ ڈال دیا۔ لاکھوں کی تعداد کے مقابلے میں مسلمان صرف تیس ہزار تھے بظاہر کوئی مقابلہ ہی نہ تھا اس لئے نصاریٰ اور ان کے ہم عقیدہ عربوں کے حوصلے بڑھے ہوئے تھے مگر مجاہدین اپنی جگہ بالکل مطمئن تھے انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت (حمایت اور مدد) پر پورا بھروسہ تھا جس کا اظہار انہوں نے امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کیا جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیرِ لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ مشرک اپنی کثرت پر نازاں (مغرور) ہیں اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ وہ ناقابلِ تسخیر ہیں۔ میں ان کا یہ گھمنڈ مٹی میں ملانا اور یہ غرور توڑنا چاہتا ہوں اور عملی طور پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تعداد کی کثرت کوئی معنی نہیں رکھتی ہم تعداد میں اگرچہ کم ہیں مگر ان کی کثرت پر بھاری ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ صرف تیس جاں باز مجاہد لے کر ساٹھ ہزار عیسائی عربوں کے مقابلے میں نکلوں اور اُن سے پنجہ آزمائی کروں اس طرح ایک غازی کے حصہ میں دو دو ہزار کافر آئیں گے مگر مجھے تائید الٰہی پر بھروسہ ہے کہ ہم تیس آدمی ساٹھ ہزار عیسائی عربوں کو بھگانے اور تہہ تیغ (تلوار سے قتل) کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے انشاءاللہ۔ اگر ہم نے یہ معرِکہ (جنگ) سر کرلیا تو جو مقامی نصاریٰ ہیں اُن کے حوصلے پست (کم) ہوجائیں گے۔ حضرت ابوعبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت سے حضرت خالد کو دیکھا مگر جب دیکھا کہ وہ سنجیدہ ہیں تو اس عجوبہِ روزگار (انوکھا کام) کاروائی پر باقاعدہ عمل کی اجازت دینے کے لئے تیار ہوگئے مگر تیس کے بجائے ساٹھ مجاہدین میدان میں لے جانے کا حکم دیا۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ صرف ساٹھ مجاہدین نے ساٹھ ہزار کافروں کا بڑی جرأت اور بے جگری کے ساتھ شام تک مقابلہ کیا اور دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔ آخر کار وہ تاب نہ لاکر پسپا ہوا اور پانچ ہزار آدمی کٹوا کر پیچھے ہٹ گیا۔ صرف دس مسلمان شہید ہوئے، پچیس دشمن کے تعاقب میں نکل گئے اور باقی قیدی ہوئے جو بعد میں چھڑا لئے۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی قوتِ ایمانی، تائید ربانی (اللہ تعالیٰ کی حمایت) پر بھروسہ، اسلام کے لئے جانفروشی اور دین کے لئے جان دینے کی زبردست خواہش کی زندہ مثال ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہی قوم ایسے جوشِ جنوں اور اعجازی انداز کا مظاہرہ کرسکتی ہے جن کے پیشِ نظر دنیاوی منفعت (فائدہ) یا طلب جاہ وشوکت (شان وشوکت) اپنی ذات نہ ہو بلکہ کوئی اعلیٰ اور آفاقی مقصد ہو۔

فتح ونصرت کے راز کا اظہار: مذکورہ بالا فتح ونصرت کی داستان حیران کن ہے لیکن اس سے حیرانی کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ والوں کے وسیلوں سے اس سے بھی بڑھ کر بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں یہاں بھی وہی وسیلہ نبی علیہ السلام کا کام آگیا۔ چنانچہ فتح ونصرت سے پہلے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی تفصیلات ایک خط میں لکھیں اور عبداللہ بن قرط کو حکم دیا کہ یہ خط لے کر بارگاہ فاروقی میں مدینہ طیبہ جائیں اور آئندہ کے لئے ہدایات اور جوابات لے کر آئیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ روز بعد مدینہ منورہ پہنچے۔

عبداللّٰہ صحابی کا عمل اور اهل سنت کی تائید: مدینہ پاک پہنچ کر حضرت عبداللہ اپنی ساری عملی کاروائی خود سناتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی بابِ جبرئیل علیہ السلام پر بٹھائی۔ ”اتیت الروضة وسلمت علی رسول اللّٰہ“ میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے دربار میں سلام پیش کیا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔

”وقبلت یدیه وسلمت علیه“ اور اُن کے ہاتھ چومے اور سلام کہا اور امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ کا خط دیا۔ جنگ کی تفصیلات زبانی بھی سنائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے تفصیلات سن کر کہا دشمن کی عددی برتری اور کثرت سے تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی معرکہ ہے جس کی تفصیلات سرکار ﷺ نے ہمیں پہلے ہی بتائی ہوئی ہے اس کا انجام مسلمانوں کے حق میں ہوگا اس لئے میدانِ جنگ میں جاکر مجاہدین کو تسلی دو اور خوشخبری سنادو کہ فتح ونصرت ان کے قدم چومے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھ دیا اور جنگی ہدایات جاری فرمادیں۔ عبداللہ وہ خط لے کر میدانِ جنگ کی طرف روانہ ہونے کے لئے باہر نکلے اور الوداعی سلام

پیش کرنے کے لئے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔

اُس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں اہلِ بیتِ نبوت کے چشم و چراغ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت ابن عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے اور تلاوتِ کلام پاک فرمارہے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان جملہ ہمشینوں کو عرض کیا آپ میرے لئے اور میدانِ جنگ میں موجود مجاہدین کے لئے دعا کریں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ تمہیں چاہیے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کراتے کیا تمہیں علم نہیں کہ اُن کی دعا قبول ہوجاتی ہے ان کی شان یہ ہے کہ بقول حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔ اس کے علاوہ کتنی ہی آیات اُن کی رائے اور تائید و موافقت (حمایت اور اتفاق) میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا میں نے اُن سے دعا کروالی ہے اور اب آپ سے بھی دعا کروانا چاہتا ہوں خصوصاً جب کہ آپ حضرات روضۂ اطہر کے قریب تشریف فرما ہیں۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو معنی خیز نورانی دعا کی وہ توسّل (وسیلہ) کا بہترین ثبوت ہے اور اہلبیتِ نبوت کے عقیدے کی نمائندہ مثال ہے۔

آپ نے فرمایا: اللهم انا نتوسل بهذاالنبی المصطفیٰ و الرسول المجتبیٰ الذی توسل به آدم فأجبت دعوته، و غفرت خطیئته الاسهلت علی عبدالله طریقه و طویت له البعید و أیدت أصحاب نبتك بالنصر انك سميع الدعاء۔ [15]

یعنی اے اللہ ہم تیرے دربار میں تیرے برگزیدہ نبی اور منتخب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے جن کا وسیلہ پیش کیا تو تو نے ان کی دعا قبول کی اور لغزش معاف فرمادی یا خدا عبداللہ کا سفر آسان اور طویل راہ مختصر کردے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی مدد فرما بے شک تو دعائیں سننے والا ہے۔

انتباہ: اس سے بڑھ کر صحابہ و اہل بیت سے ثبوتِ وسیلہ اور کیا چاہیے پھر وسیلہ کی برکت سے جو فتح و نصرت نصیب ہوئی وہ بھی مسلک اہل سنت کی مضبوط دلیل ہے۔

بلال بن حارث صحابی اور وسیلہ: خلاصۃ الوفاء میں ہے، رواه البيهقي و ابن أبي شيبة بسند صحيح عن مالك الدار رضى الله تعالیٰ عنه و كان خازن عمر رضى الله تعالیٰ عنه قال

---

[15] (فتوح الشام، ذکر وقعۃ الیرموک، جبلۃ بن الأیہم، جلد ا، صفحہ ۱۶۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

أصاب الناس قحط في زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل الى قبر النبيﷺ فقال يارسول اللّٰه أستسق لأ متك فانه قد هلكوا فأتاه رسول اللّٰهﷺ في المنام فقال ائتي عمر فاقرأه السلام وأخبره أنهم مسقون وقل له عليك الكيس الكيس فأتى الرجل عمر رضى اللّٰه عنه فأخبره فبكى عمر ثم قال يا رب ماآلوا الا ما عجزت عنه۔ [16]

یعنی حضرت مالک دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خازن (خزانچی) تھے کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں بزمانہ عہد خلافتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط پڑا تو ایک شخص (جس کا نام بلال بن حارث ہے) حضورﷺ کی قبر شریف کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہﷺ اپنی امت کے لئے پانی مانگئے وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں اس شخص کے خواب میں رسول اللہﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ اور سلام کہو اور یہ خوشخبری پہنچاؤ کہ پانی برسے گا لوگ سیراب ہوں گے اور ان سے یہ کہو کہ تم ہوشیاری کا التزام کرو وہ شخص حضرتِ عمر کے پاس آیا اور یہ ماجرا بیان کیا۔ حضرت عمر زار زار روئے اور کہا اے پروردگار ہم قصور نہیں کرتے مگر اس چیز میں کہ ہم اس میں عاجز ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے چند امور ثابت ہوئے ہیں۔

(۱) توسل واستغاثہ (وسیلہ اور فریاد) اور عرضِ مدعا کے لئے مزارِ اقدس پر حضور رحمۃ للعالمینﷺ کے جانا۔

(۲) حضور نبی پاکﷺ کا عرضِ مستغیث (فریاد کرنے والا) و توسل سن لینا اور قبول فرمانا۔

(۳) مستغیث کی خاطر اور تشفّی (تسلّی) فرمانا کہ خواب میں آکر اپنے دیدار و خطاب سے مشرف فرمانا۔

(۴) مقصد براری کی بشارت۔

(۵) حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستغیث کی معرفت اسلام و پیغام ومژدہ بھیجنا۔

(۶) مستغیث کا حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام و پیغام اور مژدہ کا پہنچانا جو دلیل کامل ہے۔

(۷) حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سب باتوں کی تصدیق: اگر مزارِ مقدس پر توسل (وسیلہ) کے لئے جانا معاذ اللہ ممنوع اور شرک ہوتا تو فاروقِ اعظم کب اس کی تصدیق اور تقریر اور قبول فرماتے بلکہ متوسل پر حاضری مزارِ اقدس اور توسل کے بارے میں ضرور انکار فرماتے یہاں قول و فعل صحابی سے توسل بعد وصال اور توسل کے لئے مزار شریف پر حاضر ہونا ثابت اور مُحقّق ہوا اور اپنے مقام میں ثابت اور مقرر و مسلم ہے کہ قول و فعل و تقریر صحابی ہے۔

[16] (خلاصۃ الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الأول فی فضلها ومتعلقاتها وفیہ عشرۃ فصول، الفصل الثانی ''فی توسل الزائر بہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ربہ الخ، جلد ۱، صفحہ ۴۹)

قال الشيخ عبدالحق المحدث الدهلوی فی مقدمة المشكوة

اعْلَم أَن الحَدِيْث فِي إصطلاح جُمْهُورِ الْمُحدثين يُطلق على قَول النَّبِي صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم وَفعله وَتَقْرِيره وَمعنى التَّقْرِير أَنه فعل أحد أَو قَالَ شَيْئا فِي حَضرته صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم وَلم يُنكره وَلم يَنْههُ عَن ذَلِك بل سكت وَقرر وَكَذَلِكَ يُطلق الحَدِيث على قَول الصَّحَابِيّ وَفعله وَتَقْرِيره وعَلى قَول التَّابِعِيّ وَفعله وَتَقْرِيره [17]

یعنی عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں جب حدیث سے حضوراقدس کے مزارمقدس پرتوسل کے لئے جانا اوراس توسل سے مراد کا پانا ثابت ہوا اور حدیث صریح (ظاہر)، قولی وفعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم ثابت کریں گے کہ توسل جس طرح انبیاءعلیہ السلام کے ساتھ جائز ومنسون یا مستحب ہے اس طرح اولیاء کرام کے ساتھ جائز ومستحب ہے اور جوامَر (کام) جائز ہے اس کے لئے سفر بھی جائز ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرتِ غوثِ الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِمبارک پر حاضر ہونا توسل کے لئے اوراس طرح دوسرے بزرگوں کے مزارات پر جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ یہ اعظم قرابت (بہت بڑا ذریعہ) ہے۔شفاء السقام میں علامہ محقق تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں حدیث مذکورہ کی نقل کے بعد ومحل الاستشهاد في هذا الأثر: طلبه الاستسقاء من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بعد موته في مدة البرزخ، ولا مانع من ذلك، فإن دعاء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لربه تعالى في هذة الحالة غير ممتنع، وقد وردت الأخبار على ما ذكرنا، ونذكر طرفا منه وعلمه صلى اللّٰه عليه وسلم بسؤال من يسأله ورد أيضا ومع هذين الأمرين ؛فلا مانع من أن يسأل النبى صلى اللّٰه عليه وسلم الاستسقاء كما كان يسأل في الدنيا . [18]

یعنی اس اَثر (حدیث کی ایک قسم) سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عالمِ برزخ میں سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش برسانے کی طلب کی گئی اوراس میں کچھ مضایقہ (حرج) نہیں نہ اس کا کوئی مانع (منع کرنے والا) ہے اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد (مدد مانگنا) اور سوال کرنا اس حالت میں اس حضور کا سائل (سوال کرنے والا) کے واسطے

---

[17] (مقدمة فی أصول الحديث،الفصل الأول فی تعريف الحديث وأنواعه،جلد۱،صفحہ۳۳،دارالبشائرالاسلامية،بيروت)

[18] (شفاءالسقام فی زیارۃ خیرالانام،صفحہ۳۸۲-۳۸۱،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

سفارش کرنا اور حق تعالیٰ سے دعا کرکے اس کی مراد بھر لانا (پورا کرنا) ممتنع (منع کرنے والا) نہیں ہے بلکہ اس باب میں احادیث وارد ہیں اور نیز حدیثوں سے ثابت ہے کہ عالمِ برزخ میں حضور سائل کے سوال کو سنتے ہیں حضور کو متوسل کے عرض (گزارش) ومعروض (گزارش کرنے والا) کا بخوبی علم ہے تو جیسے حالتِ دنیاوی میں حضور سے توسل کرتے کُل مرادیں مانگنے مانند مینہ وغیرہ کے اگر عالمِ برزخ میں حضور کہ حیاتِ حقیقی حی قیوم کے ساتھ حی ہیں مرادیں مانگیں تو اس کا کوئی مانع نہیں ہے۔

خلاصۃ الکلام میں سید احمد دحلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا ہی فرماتے ہیں جیسا کہ میں نے لکھا ہے،

وروی البیهقی و ابن ابی شیبه باسناد صحیح ان النا س اصابهم قحط فی خلافة عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه فجاء بلال بن الحرث رضی اللّٰه تعالیٰ عنه الی قبر النبی ﷺ و قال یارسول اللّٰه ﷺ استسق لامتك فانهم هلكوا فأتاه رسول اللّٰه ﷺ فی المنام و أخبره انهم یسقون ولیس الاستدلال بالرؤیا للنبی ﷺ فان رؤیاه وان كانت حقالكن لا تثبت بها الاحكم لامكان اشتباه الكلام علی الرائی لالشك فی الرؤیا وانما الاستدال بفعل بلا ل بن الحرث فی الیقظة فانه من أصحاب النبی ﷺ فاتیانه لقبر النبی ﷺ ونداؤه له وطلبه ان یستسقی لامة دلیل علی ان ذلك جائز وهو من باب التوسل و التشفع و الاستغاثه به ﷺ وذلك من أعظم القربات۔ [19]

(اس کا ترجمہ اور خلاصہ اُوپر مذکورہ ہوا)

ازالہ وہم: بعض لوگ نجدی کے چیلے اس حدیث کا جواب دیتے ہیں کہ یہ خواب کی بات ہے ہم ان کے رد میں کہتے ہیں کہ یہ عام خواب نہیں نبی پاک ﷺ کی زیارت کا خواب ہے جو ہر شک وشبہ سے پاک ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے علاوہ ازیں ہمارا استدلال (ثبوت) تو بلال صحابی کے عمل سے ہے کہ وہ خواب کے بعد اور پہلے جو کیا وہ ہمارا مدعا ہے مثلاً

(۱) مزارات پر حل مشکلات کے لئے حاضری (۲) حضور ﷺ اور ہر اصحابِ مزار کو زندہ سمجھ کر عرض کرنا (۳) عرض کے بعد مشکل حل ہوجانا وغیرہ وغیرہ۔

---

[19] (خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام، صفحہ ۲۵، مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دار الشفقۃ، استنبول، ترکیا)

توسل اعرابی اور صحابہ کرام: عن العتبي أنه قال كنت جالسا عند قبر رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم وإذا بأعرابي قد أقبل على ناقة له فنزل وعقلها ودنا إلى حجرة النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم وأنشأ يقول

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه ... فطاب من طيبهن القاع والأكم

نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه ... فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثم قال الأعرابي وجدت اللّٰہ تعالى يقول:{ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا} وقد جئتك يا رسول اللّٰہ مستغفرا من ذنبي مستشفعا بك إلى ربي وانصرف قال العتبي فنمت فرأيت النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم في النوم فقال لي يا عتبي الحق الأعرابي فقل له إن اللّٰہ عز وجل قد غفر له.

رواہ ابن عساکر فی تاریخه وابن الجوزی فی مثیر العزم والامام هبة اللّٰہ فی توثیق عری الایمان۔ [20]

فائدہ: اعرابی کا مشہور قصوں میں سے اورنام کتاب چاروں مذہب کے اماموں نے اورراویوں نے اس کونقل کیا ہے مختلف روایتوں اورمتفرق (الگ الگ) متعددہ (بہت ساری) حکایتوں سے جس سے توسّل کا اثبات ظاہر وروشن ہے اور نیز زیارت اورتوسّل کے لئے مزار شریف پرحاضری اوراس کا استحسان (پسندیدگی) سَلف (پہلے کے لوگ) سے مُبرہَن (ثابت) اورمزارات اولیاء ومشائخ (بزرگوں) کاملین اس حکم میں درباب (سبب) توسّل اس سے مُلحَق (جڑا ہوا) اور مُتعیَّن (لگا ہوا) اور اس کی تصریح (تشریح) اکابر کے کلام میں موجوداور متعین ہے۔ شیخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں۔ حکایت اعرابی کے بعد

از رحلت آنحضرت ﷺ بزیارت آمد وایں آیت راخواند مشہور است وجمیع ارباب مذاہب کہ تصنیف مناسک حج کروہ اندایں حکایت راآور وہ استحسان نمودہ وبسیارے از ائمہ اعلام باسانیدی کہ آرند روایت آں کردہ محمد بن حرب ہلالی گوید ہم مدینہ آمدم وزیارت قبر ﷺ کردم و در مقابل آن نشستم

[20] (معجم ابن عساکر، حروف العین، الحدیث ۷۳۸، جلد۱، صفحہ۶۰۰-۵۹۹، دارالبشائر، دمشق)

(مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن، اَبواب ذکر مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، بَابُ ذِکرِ کَلِمَاتٍ حُفِظَتْ عَنْ زُوَّارِ قَبْرِہٖ وَاَحوالٍ جرت لھم، الحدیث ۴۷۷، جلد۲، صفحہ۳۰۱، دارالرایۃ)

ناگاہ اعرابی آمد وزیارت کرد وگفت یا خیرالرسل حق سبحانہ وتعالیٰ کتابے برتو فرستاد صادق ودروے فرمود ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الآية من برتو آمده ام استغفار از ذنوب خود ومستشفیع بجناب تو دیگر یست وادیں ابیات انشانمود۔

قطعه

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه | فطاب من طيبين القاع والاكم
نفسى الفداء بقبر انت ساكنه | فيه العفاف وفيه الجود والكرم

بعدازانصراف اداآنحضرت را ﷺ بخواب می بینم که میفر مایدان مرورا دریاب وبشارت ده که حق تعالیٰ اورا بشفاعت من مغفرت دادو گناھان اورا بخشید ﴿فائدہ﴾ شیخ۔

توسل واعرابی اور علی المرتضیٰ

مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام اور مواهب اللدنیه اور خلاصة الوفاء میں ہے

عن علی کرم الله وجهه الكريم قال قدم علينا اعرابى بعد ما دفنا رسول اللهﷺ بثلا ثة أيام فرمى بنفسه على قبره وحنا من ترابه على رأسه وقال يارسول اللهﷺ قلت فسمعنا قولك ووعيت عن الله سبحانه وماوعينا عنك وكان فيما أنزل عليك ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ الآية وقد ظلمت نفسى وجئتك تستغفرلى فنودى من القبر أنه قد غفر لك۔ [21]

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کو لپٹ گیا اور قبر شریف سے ایک مٹھی مٹی لے کر اپنے سر پر رکھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جو فرمایا تھا

---

[21] (مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام، صفحہ ۲۱، دار الکتب العلمیۃ البیروت)
(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، الفصل الثانی: فی زیارة قبره الشریف ومسجد المنیف، جلد ۱۲، صفحہ ۱۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)
(خلاصة الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الأول فی فضلها ومتعلقاتها وفیه عشرة فصول، الأول "فی فضل الزیارة وتأکدها وشد الرحال الیها وصحة نذرها وحکم، جلد ۱، صفحہ ۴۵)

ہم نے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے محفوظ کیا ہم نے اسے آپ سے سیکھ کر محفوظ اور یاد رکھا آپ پر جو قرآن شریف اترا ہے اس کی ایک آیت یہ ہے وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الیٰ آخرہ یعنی آپ کی امت جس وقت اپنی جان پر ظلم کرے یعنی کسی گناہ میں مبتلا ہو پھر وہ اللہ سے استغفار کرے اور بخشش مانگے اور بخشش مانگیں ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور پائیں گے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رجوع (توجہ) کرنے والا نہایت رحم اور مہربانی کرنے والا۔ بے شک میں نے ظلم کیا ہے اپنی جان پر یعنی مبتلا ہوا ہوں گناہ میں اور حاضر ہوا ہوں حضور کے پاس اس لئے کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے مغفرت چاہیں اور بخشش مانگیں۔ اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی کہ یقیناً تیری مغفرت ہوگئی اور تو بخش دیا گیا۔ اس سے بھی مزار شریف کی حاضری اور عرض اور قبولیت اور توسل کا ثبوت ظاہر ہے۔

فائدہ: یہ طریقہ اگرچہ ایک بدو (خانہ بدوش) کا ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تصدیق کرنا اور اس طریقہ کو جائز رکھنا ہمارے موضوع (بحث) کے عین مطابق ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا اور توسل: ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کے بارے میں کہا تو حضرت ممدوحہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی اور اونٹ ایسے فربہ (موٹے) ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے اس سال کو عام الفتق (سرسبز سال) کہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ باب المناقب) [۲۲]

فائدہ: حضرت علامہ قاضی زین الدین مراغی فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ (گنبد) خضراء مقدسہ کے اسفل (نیچے) میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔

علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں ''آج کل اہلِ مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ (امام کے کھڑے ہونے کی جگہ) ہے اس کا وہ دروازہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارکہ کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔'' (وفاء الوفاء) [۲۳]

---

[۲۲] (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب الکرامات، الحدیث ۵۹۵، جلد ۲، صفحہ ۴۰۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[۲۳] (خلاصۃ الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ، الباب الرابع: فی عمارۃ مسجدھا الأعظم النبوی ومتعلقاتہ والحجرات المنیفات، الفصل العاشر: فیما یتعلق بالحجرۃ المنیفۃ الحاویۃ للقبور الشریفۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۴۲)

اجماعِ اُمت: حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دسویں صدی میں یہ کتاب لکھی اور اس صدی تک مذکورہ بالا طریقۂ وسیلہ اہلِ مدینہ میں موجود ہے اس کے بعد نجدیوں کے دور تک یہی طریقہ جاری رہا۔اسی سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کا طریقہ سنت صحابہ کے علاوہ تمام امت کا اجماعی اور متفق علیہ ہے اس کا منکر صرف اور صرف نجدی وہابی ہے یا پھر آج اس کے چیلے اور بس۔

انتباہ: حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمان وسیلہ اور توسل کے واسطے تھا یعنی دعا چاہنا حضور ﷺ سے اور دریچہ کا کھلوانا اشارہ و تفاؤل (نیک انجام) تھا فتح باب (کشادگی) مقصود اور دعائے حضرت عین رحمت وجود ہے۔

عقائد و مسائل اهل سنت کا حل:

(۱) قحط کے دفاع کا طریقہ صلوۃ الاستسقاء (بارش کیلئے نماز) ہے لیکن صحابہ تابعین نے اس کے بجائے اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں فریاد لے جانا خیر القرون سے جاری ہے اور یہی طریقہ اہل سنت کو نصیب ہے۔

(۲) ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بجائے روکنے کے اہل سنت کے دوسرے مسئلہ پر مُہر ثبت (تصدیق کرنا) فرمائی کہ انہیں مزارِ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اظہارِ مقصد کے بجائے مزار سے اینٹ ہٹانے کا حکم فرمایا تا کہ عوام اہل سنت کو سہولت نصیب ہو کہ مزارات پر حاضری تمہارا کام ہے پھر مشکل حل کرنا اللہ عزوجل کا فضل و کرم خود بخود ہوگا وہ کریم ہے بہانہ، حیلہ وسیلہ بنانا نہ چھوڑو کام بن جائے گا کیونکہ **رحمتِ حق بهانه می جوید بهامی جویت**

وسیلہ کا طریقہ اہلِ اسلام کا اجماعی ہے۔

آخری التماس: فقیر نے صحیح احادیث سے ثابت کیا کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وسیلہ کا ثبوت باہم پہنچایا (موافق معلومات فراہم کرنا) ہے۔اقوالِ مجتہدین اور تصریحاتِ محدثین وفقہاء وعلماء عمداً (جان بوجھ کر) نہیں لکھے کیونکہ نجدی پرست اور محمد بن عبدالوہاب کے چیلے اگرچہ حقیقتاً قرآن و احادیث کو بھی نہیں مانتے کیونکہ جو آیت وحدیث ان کے مذہب کے خلاف ہوگی اس کی غلط سلط تاویل کرتے ہیں اور علماء وفقہاء کو کسی قطار میں شمار نہیں کرتے سوائے ابن تیمیہ کے کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہیں بلکہ وہ سوائے اپنے اور اپنے رنگ کے علماء وعوام کو مشرک و بدعتی اور کافر کہتے ہیں۔اہلِ اسلام عوام ان کے ریال بے حال کی لالچ میں سمجھتے ہیں کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں وہی حق ہوگا حالانکہ بفتوائے امام شافعی و دیگر جمہور علماءِ کرام ومفتیانِ عظام ابن تیمیہ ومحمد عبدالوہاب نجدی کو خوارج فرقہ کے افراد کہتے ہیں۔

فقیر اہلِ اسلام عوام سے اپیل کرتا ہے کہ صحابہ کرام سے بڑھ کر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ان کے متعلق فقیر نے کافی مواد جمع کر کے آپ حضرات کی نذر گزار کیا ہے اب آپ کے اختیار میں ہے کہ ریال بے حال کی لالچ میں آ کر صحابہ کرام و جملہ اہل اسلام کے طریقہ کو نہ چھوڑیں اسی میں آخرت کی فلاح و بہبودی ہے۔

وماعلینا الا البلا غ المبین

وصلی اللہ علیہ خیر خلقہ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ الطیبین واصحابہ للطاھرین اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۹ ذیقعد ۱۴۲۱ھ بروزِ اتوار

☆......☆......☆